شذارت

قرآن حکیم کی آیات کو محکمات اور متشابہات بتلایا گیا ہے، قرآنی مقطعات اور کچھ دوسری آیات متشابہات میں داخل ہیں، جن پر عام تفاسیر میں کوئی بحث نہیں کی جاتی۔ حضرات مفسرین میں یہ مسئلہ مختلف رہا ہے۔ برصغیر میں حضرت شاہ ولی اللہ صاحب نے اپنی حکمت اور حقائق کی کتاب خیر کثیر میں حکیمانہ طور پر مقطعات کے اسرار بتائے ہیں۔ سندھ میں سہروردی طریقت کے ایک بہت بڑے روحانی پیشوا اور بزرگ مخدوم سرور نوح دسویں صدی ہجری میں گذرے ہیں آپ کو قرآن حکیم سے بڑا شغف تھا ہر وقت ذکر و افکار کے بعد مجمع معتقدین کے سامنے قرآن مجید کا ترجمہ اور تفسیر بیان کرتے رہتے تھے، مخدوم صاحبؒ نے قرآن مجید کا فارسی زبان میں ترجمہ بھی کیا ہے جو برصغیر کا سب سے قدیم ترجمہ ہے۔ اس ترجمہ کی یہ خوبی ہے کہ مقطعات کے معانی و اسرار بھی ترجمہ میں بیان کئے گئے ہیں اور اکثر اوقات بسم اللہ کا ترجمہ بھی متعلق کے لحاظ سے مختلف انداز میں کیا گیا ہے۔ یہ ترجمہ شاہ ولی اللہ صاحب کے کئے ہوئے فارسی ترجمہ سے دو ڈھائی سو سال پہلے کا ہے۔ جو اس سال سن ہجری کے جشن کے سلسلہ میں سندھی ادبی بورڈ کی طرف سے شائع ہو رہا ہے

حضرت امام ربانی سرہندی کے متعلق تذکروں میں آیا ہے کہ آپ نے اپنے صاحبزادے خواجہ محمد معصوم کو خلوت میں بٹھا کر مقطعات کے اسرار بتائے تھے، آپ کے ہاں خواص کے لئے ان پر بحث کرنا ان کے لئے جائز تھا۔ علامہ بحر العلوم مسلم الثبوت کی شرح میں حضرات احناف کے مسلک پر مقطعات کے سلسلہ میں بحث کرتے ہوئے یہ لکھا ہے کہ "لا یعلم تاویلہ الا اللہ" پر وقف عام کے لئے ہے۔ اس کا یہ مطلب ہے کہ خواص ان کے اسرار بیان کر سکتے ہیں۔

ایک مرتبہ حضرت استاد علامہ عبید اللہ صاحب سندھی سورۂ آل عمران کے درس دوران فرمایا (اس درس میں میرے ساتھ مرحوم مولوی بشیر احمد لودھیانوی بھی شریک تھے) ہم لوگ متشابہات پر بحث نہیں کرتے، لیکن جب یورپ جانا ہوا تو وہاں مذہبی لوگ اور نوجوان شروع

یں ان پر بحث کرتے ہیں اور ان کے ہاں یہ عامۃ الورود اعتراض ہے کہ اگر یہ کہا جائے کہ ایک کتاب کے اکثر حصے کو تو ہم جانتے ہیں اور کچھ کو نہیں جانتے تو ممکن ہے کہ پوری کتاب کو اس نے نہیں سمجھا اسی طرح وہ قرآن مقدس کے جاننے میں شکوک پیش کرتے ہیں۔ دوسری طرف ہم یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ قرآن مقدس کا ڈکٹیٹر شپ رائج کریں اور وہ لوگ سوشلزم کا ڈکٹیٹر شپ مان کر قرآن سے جان چھڑاتے ہیں۔

مولانا نے فرمایا کہ وہاں ان اعتراضوں کو سنتے تھے اور ان مقطعات کے متعلق ضروری چیز بیان کر کے نوجوانوں کو خاموش کرتے تھے۔ جب روس سے ترکی جانا ہوا اور چلہ سال کی بڑی مدت وہاں قیام کیا تو کچھ فرصت ملی۔ پہلا سال کام کیا پھر فیل ہو گئے اور پریشان ہو گئے پھر قرآن مقدس کی تحقیق کی طرف طبیعت لوٹی۔

حروف مقطعات کی مہم استنبول میں شروع ہوئی۔ پہلے کے لوگوں نے جو کچھ لکھا ہے اس سے اطمینان نہ ہوا۔ روس جا کر ہمیں یہ نظریہ بدلنا پڑا کہ ہم مقطعات نہیں جانتے۔ ان کے اسرار کے متعلق بطور احتمال کے کچھ کہنا ہمارے ہاں جائز ہے، باقی یہ صحیح ہے کہ قطعی طور نہ کہنا چاہیئے۔

سیرت شبلی و سید سلیمان ترکی میں دیکھی اس میں معراج کی تاریخ ۹ سال لکھی تھی طٰہٰ میں ط کے اعداد ۹ ہیں ھ کے ۵ مجموعہ ۱۴۔ اس طرح یہ معلوم ہوا کہ معراج کا واقعہ بعثت سے ۱۴ سال بعد واقع ہوا۔ سورہ طٰہٰ میں موسیٰ علیہ السلام کے معراج کا ذکر ہے یہ زمین پر ہوا یا آسمان پر بہرحال اس کو معراج کہا جائے گا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ملاقات آسمان پر ہوئی اور یہ اشارہ نبی کریم کی معراج کی طرف ہے "حٰمٓ" میں ح کے ۸ عدد ہیں اور یہ حضرت حمزہ اور حضرت عمر کے اسلام کا سن ہے۔ اس طرح پارٹی کے زور سے نبی کریم نے بیت الحرام میں نماز پڑھنا شروع کیا یہ حکومت کی پہلی تاریخ ہے۔ ۴۰ سال بعد حضرت عثمان شہید ہو گئے۔ گویا چالیس سال حکومت مکمل ہو گئی یہ ایک بڑی اعجازی پیشنگوئی ہے۔ حضرت عثمانؓ کے بعد کا فتنہ ایسا ہوا انقلابی جماعتیں آپس میں لڑ گئیں، اس سے انقلاب کا رکنا ہو سکتا ہے لیکن انقلابی جماعتیں موجود تھیں۔ بہرحال یہ زمانہ اسلام کی قوت کا زمانہ تھا۔ امیر معاویہؓ کے زمانے میں صلح ہو گئی، ۷۰ سال میں اس کی حکومت کا خاتمہ ہوا، ایک سال اجمالی تاریخ کا بھی شامل کر دیجئے یہ ۷۱ سال ہو گئے حضرت معاویہ کا دور خلافت راشدہ اور ملوکیت کا برزخ ہے اور یہ اسلام کا دوسرا دور ہے کسریٰ اور قیصر پر تو پہلے قبضہ ہو چکا تھا لیکن ان کے

مقبوضات پر اس نے قبضہ کیا ۔ یہ بین الاقوامی قبضہ تھا اور دو شہنشاہوں کی زمین اسلام کے قبضے میں آگئی اور یہ صرف سنہ بعثت کے ۱۷ سال کے عرصہ میں ہوا ۔ اسی کی طرف "الم" میں اشارہ موجود ہے ۔

آگے "اللہ لا الہ الا ھو" آتا ہے اس میں کسی مذہب کا اختلاف نہیں ۔ ذات میں کوئی شریک نہیں کرتا وہاں تک انسانی ذہن کی رسائی نہیں ہو سکتی، صفات تک پہنچنے کی طاقت موجود ہے ۔ جو لوگ حقیقت شناس ہوتے ہیں ان میں کوئی زیادہ اختلاف نہیں ہوتا ۔ ہاں یہ دیکھا گیا ہے کہ اکثر اہل علم اپنے تخیل کو صحیح ثابت کرنے کے لئے ہر خیالی چیز کو حقیقت بنا دیتے ہیں پھر ان کا دعوی ہوتا ہے کہ ہمارے سوا کوئی حق شناس نہیں یہ اپنے فرقہ کو بلند ثابت کرنے کا نتیجہ ہے ۔ ہونا یہ چاہیئے کہ ہم جس طرح سوچتے ہیں اس میں دیکھیں کہ انسانیت عامہ کس طرح نظر آتی ہے، اس کو اساسی بنیاد قرار دیں، کتب الہٰی میں اساسی مسئلہ میں بہت کم اختلاف نظر آئے گا ۔ اگر یہ فکر غالب آجائے تو دنیا کے مذاہب کا جھگڑا صاف ہو جائے اور قرآن سب پر غالب ہو جائے، اگر وجود کو ایک مان جائے تو اس میں کوئی عقلمند اس کو ٹکڑے نہیں بنا سکتا اور یہ خدا کے تصور کا ایک ذریعہ ہے کہ وجود کو ذات کے لئے آئینہ بنایا جائے تو پھر یہ یقینی بات ہو گی کہ اصل مقصود ایک ہو جائے گا اگرچہ الفاظ مختلف کیوں نہ ہوں ۔